13

ہمیں ہر قدم پر زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنی ہے

(فرمودہ 11/اپریل 1947ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مجھے کئی دنوں سے درد نقرس کا دَورہ ہے۔ اور پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ خطبہ جمعہ کے بعد بالعموم درد زیادہ ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن یہ دن ایسے ہیں کہ مَیں خطبہ سے پیچھے نہیں رہ سکتا۔ بلاشبہ اِس قسم کی تکلیف کی وجہ سے جہاں چلنے سے انسان معذور ہو جاتا ہے وہاں یہ تکلیف بہت سے ضروری کاموں میں بھی حارج ہو جاتی ہے۔ مگر مَیں نے مناسب جانا کہ مَیں خطبہ جمعہ خود بیان کروں۔

احباب یہ بات مجلس شوریٰ کے موقع پر سن چکے ہونگے اور جنہوں نے نہیں سنی وہ الفضل میں پڑھ چکے ہونگے یا اپنے دوستوں سے سن چکے ہونگے کہ سلسلہ کی مالی ضروریات اور وقتی پیدا ہونے والی مشکلات اِس قدر بڑھ چکی ہیں اور شاید سال دو سال تک ایسی حالت رہے کہ موجودہ چندوں سے ان کو پُورا نہ کیا جا سکے۔ جیسا کہ میری ایک رؤیا سے استدلال ہوتا ہے موجودہ تغیرات کی پانچ سالہ میعاد اپریل 1949ء تک ہے۔ یا اگر عام اندازہ رکھا جائے تو اکتوبر 1949ء تک یہ میعاد جا سکتی ہے۔ اُس وقت تک کوئی ایسا نیا تغیر پیدا ہو جائیگا کہ موجودہ دَور نئے دَور کی شکل اختیار کر لے گا۔ اِس لحاظ سے 1947ء، 1948ء اور آدھا سال 1949ء کا یا ہمارے مالی سال کے لحاظ سے دو سال نہایت نازک ہونگے اور جماعت کو انتہائی قربانیوں سے کام لینا ہوگا۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت دوسری تمام جماعتوں سے چندوں میں زیادہ حصہ لے رہی ہے۔ اور اِس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت دوسری کئی امیر جماعتوں

سے بہت بڑھ کر دین کا بوجھ اٹھا رہی ہے۔ اور اِس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ علاوہ چندوں کے بھی جماعت پر ایسا بار ہے جو دوسری جماعتوں پر نہیں۔ مثلاً جلسہ سالانہ کے موقع پر جس نسبت سے ہماری جماعت اکٹھی ہوتی ہے دنیا کی کوئی جماعت اس نسبت سے اپنے مرکز میں جمع نہیں ہوتی اور اس طرح بھی جماعت پر ایک بہت بڑا خرچ پڑ جاتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ ہمارے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد تیس ہزار تھی اور ریل والوں کی لسٹ یہی بتاتی ہے اور اگر ہم اوسط خرچ پانچ روپے فی آدمی رکھیں تو ایک طرف کا خرچ ڈیڑھ لاکھ روپیہ بن جاتا ہے اور دونوں طرف کا خرچ تین لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ بالعموم ہماری جماعت کے دوست قریب کی جگہوں سے آتے ہیں مگر بعض دوست بہت دور دور سے بھی آتے ہیں اور ایک ایک آدمی کا خرچ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو روپیہ ہو جاتا ہے۔ اگر ان تمام اخراجات کو برابر تقسیم کیا جائے تو دس روپے فی کس آمد و رفت کے خرچ سے کم نہیں بنتا۔ پس تین لاکھ روپیہ تو صرف جلسہ سالانہ پر آنے جانے میں ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی لوگ ہماری تحریک کے مطابق وقتاً فوقتاً قادیان آتے رہتے ہیں۔ اگر ان اخراجات کا بھی اندازہ کیا جائے تو وہ بھی تین چار لاکھ بن جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ مستقل چندوں کا خرچ ہے۔ تحریک جدید کے چندے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے چندے ہیں۔ وصیت کے چندے ہیں اور پھر کچھ نہ کچھ مقامی چندے بھی ہوتے ہیں۔ اِن تمام چندوں کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری چندوں کی آمد کے برابر ہی رقم متفرق دینی کاموں پر خرچ ہوتی ہے لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ جو مشکلات ہمارے راستے میں حائل ہیں وہ دوسروں کے رستہ میں حائل نہیں۔ اور جو ذمہ داریاں ہم پر ہیں وہ دوسروں پر نہیں۔ اور جو نصب العین ہم پیش کرتے ہیں وہ دوسرے لوگ پیش نہیں کرتے۔ ہماری مثال تو اُس پرندہ کی سی ہے جو ٹانگیں اوپر کر کے سویا ہوا تھا۔ کسی نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو تم سوتے وقت ٹانگیں اوپر کر کے کیوں سوتے ہو؟ اس نے کہا مَیں اس لئے ٹانگیں اوپر کر کے سوتا ہوں کہ اگر آسمان گر پڑے تو میری ٹانگیں اُسے سہارا دے کر اٹھائے رکھیں۔ یہی حالت اِس وقت ہماری ہے۔ دنیا کی نظروں میں ہمارا نصب العین مجنونانہ معلوم ہوتا ہے لیکن جہاں تک قربانی کا سوال ہے ہمیں اس نصب العین کو پورا کرنے کے لئے مجنونانہ قربانی ہی کرنی پڑے گی تب جا کر ہم یہ ثابت کر سکیں گے کہ ہماری باتیں معقول ہیں اور ہمارا نصب العین معقول ہے بلکہ سب سے اعلیٰ ہے۔ ورنہ صرف یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا یہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جتنے بیوقوف

اور نکمّے لوگ دنیا میں ہوتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام کی ہی پناہ لیتے ہیں۔ اِس لئے ہمیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم پاگل نہیں اور ہم میں اور سست اور نکمّے لوگوں میں نمایاں فرق ہے۔ دعویٰ کے لحاظ سے ہم دونوں برابر ہیں۔ ایک پاگل آدمی بھی یہی کہتا ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے لئے کام کر رہا ہوں اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے کام کر رہے ہیں۔ بہرحال ہم میں اور ایسے لوگوں میں کوئی امتیاز ہونا چاہیئے اور وہ امتیاز یہی ہے کہ پاگل جو کچھ کہتا ہے اُس کے ساتھ قوت عملیہ نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا قانون اُس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ لیکن ہم پاگل اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ کا قانون ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہمت کرو ہم ہمت اور محنت سے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اسراف سے بچو۔1 ہم اسراف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے تم اپنے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے جدوجہد کرو۔2 ہم جدوجہد کرتے ہیں بلکہ عام لوگوں سے زیادہ جدوجہد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جن قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہم کرتے ہیں۔ پس ہم میں قوتِ عملیہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون بھی ہمارے ساتھ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کو پاگل اِس لئے کہا جاتا ہے کہ جو باتیں وہ پیش کرتی ہیں وہ کوتاہ بین نگاہوں کو انہونی نظر آتی ہیں۔ دوسرے ان جماعتوں کی قربانیاں ایسی مجنونانہ ہوتی ہیں کہ دشمن ان کو پاگل سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ پس ایک نبی کو بھی پاگل کہا جاتا ہے اور ایک پاگل شخص کو بھی پاگل کہا جاتا ہے۔ ان میں فرق کیا ہوتا ہے؟ فرق یہی ہوتا ہے کہ نبی کو لوگ دعویٰ ماموریت سے پہلے پاگل نہیں سمجھتے اور دعویٰ کے بعد پاگل کہنے لگتے ہیں لیکن جو پاگل ہوتا ہے لوگ اُس کو اُس کے دعویٰ سے قبل ہی پاگل کہہ رہے ہوتے ہیں۔

قادیان کے ایک دوست ایک دفعہ ایک مجنون آدمی کے پاس (جن کا نبوت کا دعویٰ تھا) گئے اور اسے کہنے لگے کہ آپ تو پاگل ہیں، آپ نبی کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس نے کہا دیکھو پہلے نبیوں کو بھی پاگل کہا گیا ہے یہ تو میرے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ جب اُنہیں یہ جواب ملا تو بھاگے بھاگے میرے پاس آئے کہ مَیں اس کا کیا جواب دوں؟ مَیں نے کہا خود آپ کا مجنون ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ جس شخص کو آپ مجنون سمجھتے ہیں اسے تبلیغ کرنے کے کیا معنی۔ پھر مَیں نے کہا یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا جواب دینا مشکل ہو۔ نبی اور عام آدمیوں کو مجنون کہنے میں فرق ہے۔ نبی کو لوگ اُس کے دعویٰ سے پہلے

نہایت عقلمند انسان سمجھتے ہیں لیکن دعویٰ کرنے کے بعد اسے پاگل کہنا شروع کرتے ہیں لیکن پاگل کو لوگ پاگل پہلے کہنا شروع کرتے ہیں اور دعویٰ وہ بعد میں جا کر کرتا ہے۔ مَیں نے کہا جا کر کہو کہ لوگ تو آپ کو دعویٰ سے پہلے ہی پاگل سمجھتے تھے۔ پس نبی اور مجنون میں یہ فرق ہوتا ہے کہ پاگل آدمی کی باتیں بغیر جدوجہد کے ہوتی ہیں۔ پاگل آدمی کہتا ہے مَیں بادشاہ ہوں حالانکہ ہم دیکھتے ہیں اس کے پاس کوئی ایسا سامان نہیں ہوتا، کوئی تیاری نہیں ہوتی اور کوئی ایسی معقول قربانی نہیں ہوتی جو اسے بادشاہت کا مالک بنا دے۔ لیکن جب نبی کہتا ہے تو اس کے ساتھ معقول قربانی بھی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ جتھا بندی بھی ہوتی ہے۔ نبی کی جماعت بڑھتی جاتی ہے اور وہ لوگ اپنی قربانیوں کے اعلیٰ نتائج دنیا کے سامنے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ گو وہ تھوڑے ہوتے ہیں لیکن وہ صحیح راستہ پر گامزن ہوتے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ اُن کی مجنونانہ کوششیں ان کو جلد جلد بڑھانے کا موجب بنتی ہیں۔ اور یہ مجنونانہ کوششیں اُن کے پختہ ایمان کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اور یہ کوششیں اپنے ساتھ عقل وفہم بھی رکھتی ہیں۔

پس ہمیں دنیا پر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم پاگل نہیں اور ہم نکمے اور سست لوگوں کی طرح نہیں بلکہ ہم انتہائی کوشش کرنے والے ہیں اور ہماری قربانی غیر جگہ اور غیر محل پر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی اشاعت کے لئے ہوتی ہے۔ بے شک ہماری قربانیاں دوسرے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں لیکن ابھی ایسا رنگ نہیں آیا کہ ہماری جان مال اور عزّت کی قربانیاں ایسے مقام پر پہنچ گئی ہوں کہ وہ کامل قربانی کہلا سکیں۔ وہ مقام ابھی بہت اوپر ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ ہمیں لے جانا چاہتا ہے وہ بہت بلند ہے۔

کہتے ہیں روس کا ایک بادشاہ اپنی رعایا کی حالت معلوم کرنے کے لئے ملک میں چکر لگایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ چلتے چلتے رستہ بھول گیا۔ اس نے ایک فوجی افسر سے جو کہ کارپورل (CARPORAL) تھا اور چھٹی پر آیا ہوا تھا رستہ پوچھا۔ کارپورل انگریزی رینک ہے۔ اور ہماری فوجوں کے لحاظ سے جمعدار سمجھ لو۔ گاؤں میں جمعدار ہونا بڑی بات ہے۔ وہ فوجی افسر توند نکالے اکڑ کر کھڑا تھا۔ بادشاہ نے جا کر اس سے رستہ پوچھا اس نے نہایت بددماغی سے کہا چلو چلو! مجھے رستے کا علم نہیں۔ بادشاہ نے خیال کیا عجیب متکبر آدمی ہے کہ رستہ بتانے میں تکبر سے کام لیتا ہے۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ یہ فوجی آدمی ہے۔ بادشاہ نے اُسے پوچھا کیا آپ سپاہی ہیں؟ اس نے نہایت غصے کے ساتھ کہا اوپر بڑھو۔ بادشاہ نے کہا آپ لانس نائک (LAINCE NAIK) ہیں؟ اس نے کہا اوپر

چڑھواور گردن اُسی طرح اکڑی ہوئی اور تو ند باہر کونکلی ہوئی تھی۔ پھر بادشاہ نے کہا کیا آپ دفعدار ہیں؟ اس نے کہا اور اوپر چلو۔ پھر بادشاہ نے کہا کیا آپ جمعدار ہیں؟ تو اس نے کہا۔ ہُوں۔ مَیں جمعدار ہوں۔ جب بادشاہ وہاں سے چل پڑا تو اُس فوجی افسر کو خیال آیا کہ مَیں بھی اس سے پوچھوں یہ کون ہے۔اس نے کہا مسافر! کیا مَیں تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ تم کون ہو؟ کیا تم سپاہی ہو؟ بادشاہ نے کہا اوپر چلو۔ پھر اُس نے کہا کیا آپ لانس نائک ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔اس نے کہا کیا آپ نائک ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔اس نے کہا کیا آپ دفعدار ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔اس نے کہا کیا آپ جمعدار ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔ جب بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلوتو اُسکی نظریں نیچی ہوگئیں اور وہ سمجھ گیا کہ یہ تو کوئی مجھ سے بھی بڑا افسر ہے۔ پھر اس نے کہا کیا آپ صوبیدار ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔ پھر اس نے کہا کیا آپ صوبیدار میجر ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔ پھر اس نے کہا کیا آپ لیفٹیننٹ (LIEUTENANT) ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔ پھر اس نے کہا کیا آپ کیپٹن ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔ پھر اس نے کہا کیا آپ میجر ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔اب تو اس پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا کیونکہ میجر عام طور پر کمپنی کے کمانڈر ہوتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کیا آپ کرنیل ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔ پھر اس نے کہا کیا آپ جرنیل ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔ پھر اس نے کہا کیا آپ کمانڈرانچیف ہیں؟ بادشاہ نے کہا اَور اوپر چلو۔اب تو اس کے گھٹنے کانپنے لگ گئے اور یہ کہتا ہوا گر گیا کہ حضور بادشاہ سلامت ہیں۔ بادشاہ نے اسے کہا تم اپنی حیثیت کو دیکھو تم نے اپنے ملک کو تہذیب سکھانی ہے۔اگر تمہارا یہ حال ہے تو تم دوسروں کو کیا تہذیب سکھاؤ گے۔

پس ہماری حالت بھی ابھی اس چھوٹے افسر کی سی ہے جو اپنے چھوٹے درجے پر متکبر ہو گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قدم پر کہتا ہے اَور اوپر چلو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان چھوٹے درجوں پر نہیں چھوڑنا چاہتا بلکہ وہ تمہیں دنیا کے کمانڈر بنانا چاہتا ہے۔ہم جو قربانیاں کرتے ہیں وہ جمعداروں والی ہیں لیکن ہمارا خدا ہمیں دنیا کا لیڈر بنانا چاہتا ہے۔اس لئے وہ ہم سے ایسی قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے جو لیڈر بننے کے لئے کرنی پڑتی ہیں۔ جب تک تم اپنی ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا نہیں کرتے اُس وقت تک یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ تم دنیا سے محبت نہیں کرتے ۔ جب تک تم اپنے عمل سے یہ ثابت نہیں کرتے کہ تمہاری ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اُس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی اپنی ہر چیز تم کو دینے کے لئے

تیار نہیں ہوسکتا۔ تمہارے پاس یا میرے پاس ہے ہی کیا۔ اور ہم کیا کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں۔ لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے اس کے مقابلہ میں یہ چیزیں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک ادنیٰ مومن کا انعام زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے۔3 یعنی زمین و آسمان کے برابر جگہ اسے دی جائے گی۔ اور زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر جسے جگہ مل جائے دنیا کے بادشاہ تو اس کے سامنے چوہڑے چمار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کتنا بڑا درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پکڑ کر اونچا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے آواز دے رہا ہے کہ آؤ اور میرے فضلوں کو حاصل کرو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے بہت اونچا ہونا پڑے گا پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرسکیں گے۔ کیونکہ دینے والے کے پاس سائل ہی جایا کرتا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں تو ہمیں اس کی عطا اور بخشش کو لینے کیلئے اپنے آپ کو عرش کے برابر بلند کرنا ہوگا تب ہم اس عطا کو حاصل کرینگے۔ پس ہمیں اپنی قربانیوں کے معیار کو بہت بلند کرنا چاہیئے اور ہم انشاء اللہ اپنا ہر قدم بلندی کی طرف ہی رکھیں گے۔

اِس وقت چونکہ سلسلہ کو فوری طور پر بہت سی مالی ضرورتیں پیش آ گئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہوسکتیں اس لئے مَیں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت داخل کر دے تا کہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلاسکیں۔ اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو وہ چالو تجارت کے لئے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائیداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اَور جائیداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے لوگ صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائیداد کی خرید کے لئے ضروری ہو۔ اس کے سوا تمام روپیہ جو دوسرے بینکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے۔ اگر ہندوستان کے تمام احمدی اس تحریک کی طرف توجہ کریں تو پچاس لاکھ روپیہ آسانی سے جمع ہوسکتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ دس پندرہ فیصدی آدمی ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو آئندہ مکان بنانا چاہتے ہیں اور ہم اوسط خرچ فی مکان

ایک ہزار روپیہ رکھیں تو اس طرح پچیس لاکھ روپیہ بن جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ لوگ بچوں کی تعلیم کے لئے روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیوں کے لئے روپیہ جمع کرتے ہیں۔ اور ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں کے لڑکے اور لڑکیاں ابھی جوان نہ ہوئے ہوں اور ان کو دو چار سال کے بعد اس روپے کی ضرورت پیش آنے والی ہو ایسے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ یہ روپیہ جماعت کے خزانہ میں جمع کرائیں اور دفتر محاسب کو یہ لکھ کر دے دیں کہ ہم یہ روپیہ لینے سے ایک دو یا تین ماہ پہلے اطلاع دیں گے اور نوٹس دینے کے بعد روپیہ منگوائیں گے۔ اس طرح ان کا روپیہ زکوٰۃ سے بچ جائے گا کیونکہ کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے روپے پر زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار بن رہے ہیں۔ اگر تم ایک ماہ یا دو ماہ کے نوٹس کے بعد لو گے تو اس طرح تمہارا روپیہ بطور قرض ہوگا اور قرض پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ پھر اس طرح تمہارا ایمان بھی مضبوط ہوگا کیونکہ تم طبعی طور پر یہ خیال کرو گے کہ ہم نے اپنا روپیہ اللہ تعالیٰ کے دین کے مرکز میں جمع کرا دیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ ہے کہ وہ ہمارے مرکز کا محافظ ہے۔ دوسرے ہم نے مرکز کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت پر مقدم کر دیا۔ قادیان کے تو اکثر دوستوں کا روپیہ صدر انجمن کے خزانہ میں ہی ہوتا ہے لیکن قادیان والوں کو بھی یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ ہم بھی ایک ماہ کے نوٹس کے بغیر روپیہ واپس نہیں لیں گے اس طرح وہ بھی زکوٰۃ سے بچ جائیں گے۔ اور باہر والوں کو بھی مَیں یہی مشورہ دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر صحیح طور پر اس بات کو لوگوں تک پہنچا دیا جائے تو پچاس لاکھ روپیہ کا ایک ماہ میں جمع ہونا کوئی مشکل بات نہیں۔ مجلس شوریٰ کے موقع پر ہی چار لاکھ کے قریب وعدے ہوگئے تھے۔ حالانکہ شوریٰ پر آنے والے دوست تمام جماعت کا سواں حصہ بھی نہیں بلکہ ہزارواں بھی نہیں تھے۔ اگر ہم اُن کو دسواں حصہ بھی سمجھیں تو بھی چالیس لاکھ روپیہ بنتا ہے جو جماعت سے اکٹھا ہوسکتا ہے۔ اور اگر ان کو سَواں حصہ سمجھیں تو بھی اس حساب سے چالیس کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ پس دوستوں کو پوری کوشش کے ساتھ اس تحریک کو پھیلانا چاہیئے۔

دوسری تحریک یہ ہے کہ ایسے نازک وقت میں ادنیٰ سے ادنیٰ قربانی جس کا ہر واقفِ جائیداد سے مطالبہ کیا گیا ہے وہ جائیداد کی قیمت کا سَواں حصہ ہے اور جنہوں نے اپنی تنخواہ وقف کی ہوئی ہے ان سے ایک ماہ کی پوری تنخواہ مانگی گئی ہے۔ کسی دوست کے پاس اِس وقت روپیہ نہ ہو تو

اُسے قرض لے کر روپیہ دے دینا چاہیئے اور پھر اُس قرض کو آہستہ آہستہ ادا کرنا چاہیئے۔ ہم نے دفتر کے ریکارڈ کے لحاظ سے اندازہ کیا ہے کہ اِس وقت تک 90 لاکھ روپیہ کی جائیدادیں وقف ہو چکی ہیں۔ اس حساب سے 90 ہزار روپیہ تو ان جائیدادوں سے ہی آ جائیگا۔ بلکہ اس سے زیادہ کی امید ہے کیونکہ اِس وقت پہلے کی نسبت ڈیوڑھی، دُگنی قیمتیں ہو چکی ہیں اور دو لاکھ سے زائد کی آمدنیں وقف ہیں۔ اگر ہم وقف شدہ جائیدادوں کو موجودہ قیمتوں کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ جائیدادیں ڈیڑھ لاکھ کی بنتی ہیں۔ اِس طرح ہمیں ان سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ وصول ہوسکتا ہے۔ دو لاکھ تنخواہوں کو ملا کر ساڑھے تین لاکھ ہو جاتا ہے۔ ہم نے جائیداد پر سَواں حصہ اس لئے مانگا ہے کہ ہم نے جائیداد کی سالانہ آمد کو بارہ مہینوں پر تقسیم کیا تو اس طرح جائیداد کا سواں حصہ بنتا تھا۔ سو ہم نے سویں حصہ کا مطالبہ کیا ہے۔ تنخواہوں والوں اور جائیداد والوں کو ملا کر امید ہے کہ تین ساڑھے تین لاکھ روپیہ چندہ آ جائے گا۔ حالانکہ واقفینِ جائیداد کی تعداد بہت کم ہے۔ یعنی لاکھوں کی جماعت میں سے کُل اٹھارہ سو ہے اور ہمارے پوری شرح سے ماہوار چندہ ادا کرنے والوں کی تعداد پچیس تیس ہزار ہے۔ اگر پورے طور پر اعداد وشمار جمع کئے جائیں تو ہوسکتا ہے کہ چالیس ہزار نکل آئیں۔ پھر بہت سا حصہ بیکاروں کا بھی ہوتا ہے اور ان کا بھی جو کبھی کبھی چندہ دیتے ہیں۔ اگر اس حصے کو بھی شامل کر لیا جائے تو ساٹھ ہزار کے قریب یہ تعداد بن جاتی ہے۔ لیکن ساٹھ ہزار میں سے صرف اٹھارہ سو نے جائیداد وقف کی ہے۔

پھر ہم اکثر عورتوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کچھ نہ کچھ زیور ضرور رکھتی ہیں۔ عورتوں کو زیور پہننے کا شوق ہوتا ہے خواہ ایک دو روپے کی چیز ہی کیوں نہ پہنیں۔ اور غریب سے غریب عورت بھی آٹھ آنے کی بالی ضرور پہنتی ہے۔ ہر شخص جو دیتا ہے اُسے اُس کے مطابق ہی ثواب ملتا ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور وہ اس کا سَواں حصہ ایک ہزار دیتا ہے تو ایک اٹھنّی کی بالی پہننے والی عورت ایک پائی دے کر اس کے برابر ثواب حاصل کر لیتی ہے اور وہ دونوں ثواب میں ایک جیسے شریک ہیں۔ مَیں بیان کر رہا تھا کہ اکثر عورتوں کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے۔ اگر ہم سمجھیں کہ ہماری جماعت میں بیس ہزار عورتیں ہیں اور ہم اوسط قیمت ہر ایک عورت کے زیور کی پچاس روپے رکھیں تو دس لاکھ روپیہ بنتا ہے اور اس طرح دس ہزار روپیہ چندہ آ سکتا

ہے۔ ہم نے جائیداد کے متعلق یہ شرط لگائی ہے کہ ایسی جائیداد ہونی چاہیئے جس پر اس شخص کا گزارہ ہو۔ جس پر اس کا گزارہ نہ ہو وہ ایک ماہ کی آمد دے۔

اِس طرح مَیں یہ بھی چاہتا ہوں کہ بچے بھی اس سے پیچھے نہ رہیں اور بورڈنگ اور کالج کے طلباء کو جو خرچ گھروں سے ملتا ہے اس میں سے کھانے کا خرچ اور سکول یا کالج کی فیس نکال کر جو بچتا ہو وہ اس کے برابر ادا کریں۔ افسروں کو چاہیئے بورڈروں کے علاوہ دوسرے لڑکوں کو بھی شامل کریں۔ ہمارے سکول میں اٹھارہ سولڑکا ہے۔ اگر فی لڑکا پانچ روپے اوسط لگائی جائے تو نو ہزار روپیہ لڑکوں سے لیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کالج میں سوا دوسو کے قریب لڑکے ہیں۔ کھانے اور کالج کی فیس کے علاوہ ان کے پاس یقیناً دس روپے سے زیادہ بچتے ہوں گے۔ اگر دس روپے فی لڑکا اوسط لگائی جائے تو سَوا دو ہزار کے قریب روپیہ کالج کے لڑکوں سے وصول ہوسکتا ہے۔

اس کے علاوہ زنانہ سکول ہے۔ پھر کارخانے ہیں۔ مَیں نے سنا تھا کہ تمام کارخانوں کی اوسط مزدوری پندرہ ہزار روپیہ ہوتی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پندرہ ہزار روپیہ کارخانوں سے وصول کیا جا سکتا ہے۔ پھر تاجر ہیں۔ مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ سارے تاجر مخلص نہیں۔ لیکن اکثر تاجروں کی وہ ذہنیت جو اِنکم ٹیکس کے متعلق ہوتی ہے وہی چندوں میں بھی آ جاتی ہے۔ اگر پیش آنے والے خطرات کو سمجھتے ہوئے اور ادنیٰ ذہنیت سے بالا ہوتے ہوئے تاجر قربانی کریں تو قادیان کے تاجروں اور صنّاعوں سے پچاس ساٹھ ہزار روپیہ جمع ہوسکتا ہے۔ غرض جہاں تک میرا اندازہ ہے سوا لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ روپیہ قادیان سے جمع ہوسکتا ہے۔ پچیس ہزار صدر انجمن نے دیا ہے۔ پندرہ ہزار کارخانوں والے دیں۔ یہ چالیس ہزار ہوگیا۔ تاجر پیشہ اگر ساٹھ ہزار دیں تو یہ ایک لاکھ بن گیا۔ انجمن کے کارکنوں کا ماہوار بل پچیس ہزار کا ہوتا ہے۔ عورتوں اور زمینداروں کے چندے اس کے علاوہ ہیں اَور کچھ روپیہ تحریک نے بھی دیا ہے۔ اس طرح ڈیڑھ لاکھ روپیہ بآسانی جمع ہوسکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے فرض کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اگر جماعت کے تمام افراد تک یہ تحریکیں پہنچ جائیں تو مجھے امید ہے کہ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ جمع ہوسکتا ہے لیکن چونکہ پورے طور پر ہر جگہ تحریک کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے اِس لئے اگر ہم اپنے معمولی ذرائع سے کام لے کر بھی اس تحریک کو پھیلائیں تو ہماری مانگ سے بہت زیادہ

روپیہ جمع ہوسکتا ہے اور ممکن ہے کہ اگلے سال کوئی تحریک کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگلے سال اس سے بہت بڑھ کر قربانی پیش کرنی پڑے۔

بعض لوگ نادانی سے یہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ تم پچھلے سال کی قربانی کو بڑی قربانی قرار دیتے تھے مگر جب وہ قربانی کر دی گئی تو اب پھر بڑی قربانی کا مطالبہ سامنے آ گیا ہے۔ اس کے متعلق مَیں نے بارہا سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے کسی قربانی کو بھی ہم بڑا نہیں کہہ سکتے اور کوئی مقام ایسا نہیں جس پر ہم کھڑے ہو کر یہ کہہ سکیں کہ ہم نے بہت بڑی قربانی کر دی۔ اصل میں یہ چیزیں نسبتی ہوتی ہیں۔ جہاں ہم پچھلے سال تھے اس کے لحاظ سے گزشتہ سال کی قربانی ہی بڑی تھی۔ اور جہاں ہم اب ہیں اِس سے اوپر کی قربانی اب ہمارے لئے بڑی ہے۔ ورنہ ہمارا خدا تو غیر محدود ہے اور غیر محدود ہستی کو ملنے کے لئے محدود قربانیاں کیونکر بڑی قربانیاں کہلا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ تم ہم سے یہ دعا کیا کرو کہ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا [4] اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عمر یہ دعا مانگتے رہے۔ تو کیا تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی نعوذ باللہ بڑے ہو کہ تم کسی قربانی کے متعلق کہہ دو کہ اس سے بڑی قربانی نہیں ہوسکتی۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہو اور یہی تمہارا مقصد ہے تو تمہیں ہر قدم پر زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنی ہوگی۔ اس وقت کے لئے بڑی قربانی یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آئندہ کے لئے بڑی قربانی کونسی ہوگی۔ مسیح ناصری علیہ السلام جس کی قوم کا تم مضحکہ اُڑاتے ہو اور جس کے متعلق کہتے ہو

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے [5]

اس مسیحؑ کے حواریوں نے ایسی قربانیاں پیش کیں کہ دنیا نے اُن کا نام فقیر رکھ دیا۔ یہ نہیں کہ وہ ابتدا سے ہی مفلس تھے بلکہ وہ بھی صاحب جائیداد تھے لیکن انہوں نے اس طرح قربانیاں کیں کہ دنیا کی نگاہوں میں وہ فقیر ہو گئے۔ لیکن ہمارا کام اُن سے بڑھ کر ہے۔ اور ہمارا امام بھی ان کے امام سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے قربانی کے میدان میں ان سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ اور

ہر ایک آدمی جس نے جائیداد وقف کی ہوئی ہے وہ جائیداد کا سواں حصہ اور جس نے آمد وقف کی ہوئی ہے وہ ایک ماہ کی آمد دے۔ جو لوگ ابھی تک شامل نہیں ہوئے ان کے لئے مَیں نے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ مقرر کیا ہے۔ تمام وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک واقفینِ جائیداد میں اپنے نام پیش نہیں کئے ان کو اس عرصہ میں اپنے نام پیش کر دینے چاہئیں۔ ان کا فرض ہوگا کہ وہ چھ ماہ کے اندر اندر اپنی جائیداد کا سواں حصہ ادا کریں۔ یہ لوگ بھی ثواب میں پہلے لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے لیکن جو لوگ اس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں اپنی جائیدادیں وقف نہیں کریں گے ہم ان سے 1/2 فیصدی قیمت جائیداد کا لیں گے۔ یا 1/2 ماہوار آمد کا جو بھی اِن دونوں میں سے زیادہ ہو۔ (یاد رکھنا چاہیئے کہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی کی جائیداد بھی ہو اور ماہوار آمد بھی خواہ تجارت سے خواہ نوکری سے۔ اس کی ماہوار آمد اگر جائیداد کی قیمت کے 1/10 سے زیادہ ہو تو اسے ماہوار آمد دینی چاہیئے اور اگر جائیداد کا 1/100 ماہوار آمد سے زیادہ ہے تو وہ دینا چاہیئے۔ اور جس سے ہو سکے وہ بے شک دونوں دے۔ مگر بہرحال جو زیادہ ہو وہ دے۔ کم والا پہلو اختیار نہ کرے۔ اور اگر واقفِ جائیداد نہ ہو تو 1/2 آمد ماہوار کا یا 1/200 جائیداد کی قیمت کا جو بھی زیادہ ہو دے۔) اور یاد رہے کہ جو جائیداد یا آمد وقف نہیں کرتے وہ اس انعام میں شامل نہیں ہو سکتے جو کہ پہلوں کے لئے ہے۔ وہ انعام اُنہی لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے جائیدادیں یا آمدنیں وقف کر دی ہیں۔ یا اِس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں اپنے نام پیش کر دیں گے۔ باقی 1/2 آمد ماہوار یا 1/2 قیمت کا جائیداد کی دے سکتے ہیں۔

بعض نادان یہ خیال کرتے ہیں کہ لوگ اس تحریک سے بھاگیں گے۔ لیکن میرا تجربہ اِس کے بالکل برعکس ہے۔ پرسوں سے لوگ مجھے رُقعوں پر رُقعے لکھ رہے ہیں کہ اگر اب ہم شامل ہو جائیں تو ہم کیوں ایک فیصدی نہیں دے سکتے یا کیوں ہم ایک ماہ کی آمد وقف نہیں کر سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں ایمان کی کمی نہیں ہاں تربیت کی کسی حد تک کمی ہے۔ اور مَیں اُس کو دور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر ہماری ان کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ جماعت کے ایمان کو بڑھاتا جا رہا ہے۔ چندے کی کوئی تحریک ایسی نہیں جسے ناکام کہا جا سکے۔ یا جس سے لوگوں نے بچنے کی کوشش کی ہو۔ مَیں نے اِن پوچھنے والوں کو کہہ دیا ہے کہ تم لوگ بھی ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر شامل ہو کر جائیداد کا ایک فیصدی یا ایک ماہ کی آمد دے سکتے ہو اور یہی میرا

منشاء ہے۔لیکن جولوگ اس میعاد کے اندر اپنے وعدے نہ بھجوائیں گے اِن سے جائیداد کا 1/2 فیصدی اور ماہوار آمد کا نصف لیا جائے گا کیونکہ واقفین کو غیر واقفین پر فضیلت حاصل ہے۔

بعض لوگوں کو وقف جائیداد یا وقف آمد کے متعلق غلطی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم صرف ایک دفعہ ہر سال ایک ماہ کی آمد یا جائیداد کا ایک فیصدی لیا کریں گے۔ یہ بات صحیح نہیں۔ یہ بات ضرورت پر مبنی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اگلے سال ہمیں ضرورت ہی نہ پڑے اور ہم کچھ نہ مانگیں۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگلے سال ایک فیصدی کی بجائے ہم دو فیصدی یا تین فیصدی یا 1/2 فیصدی یا 1/4 فیصدی جیسے حالات ہوں گے مانگ لیں۔ یہ مطالبہ تو حالات کی بناء پر ہوگا۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ یکدم جماعت پر ناقابلِ برداشت بوجھ پڑے بلکہ ہم چاہتے ہیں ہمارے لئے آئندہ پھر لینے کا راستہ کھلا رہے۔ کہتے ہیں کسی کی مرغی ہر روز سونے کا ایک انڈہ دیتی تھی۔اس نے خیال کیا کہ اگر مَیں اسے خوب دانہ وغیرہ کھلاؤں تو شاید یہ دو انڈے ہر روز دے دیا کرے۔اس نے مرغی کو پکڑ کر زبردستی دانہ وغیرہ اس کے منہ میں ٹھونسا لیکن زیادہ کھا جانے کی وجہ سے مرغی مرگئی۔عقلمند انسان کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے طور پر قربانی کا مطالبہ کرے کہ اگلے سال پھر لوگ قربانی کرنے کے قابل ہو جائیں۔

مجھے عورتوں نے لکھا ہے کہ ہم اپنے زیور بیچ کر بھی یہ رقم پوری کرنے کو تیار ہیں۔مَیں نے ان کو جواب دیا ہے کہ تم بھی اپنے حصہ کے مطابق قربانی کرو۔لیکن عام رقم کے پورا کرنے کے لئے یہ بوجھ تم پر نہیں ڈالا جا سکتا۔مرد پہلے ہیں اور تم بعد میں ہو۔ پہلا قدم مردوں کے لئے ہے اور دوسرا قدم تمہارے لئے۔ چونکہ مردوں کو دُہری جائیداد ملتی ہے اس لئے دُہری قربانی کا بار بھی ان پر پڑنا چاہیئے۔ باپ کے ورثہ میں دو روپے بھائی کو اور ایک روپیہ بہن کو ملتا ہے۔اس لئے چندے کے وقت بھی بھائی کو آگے آنا چاہیئے نہ کہ بہن کو۔انگلستان میں یہ رواج ہے وہ عزت کے ہر کام میں عورتوں کو پہلے رکھتے ہیں۔ ہر عزت کے موقع پر وہ کہیں گے Ladies First بیگمات پہلے چلیں۔اگر کمرے میں داخل ہونا ہو تو کہیں گے Ladies First۔کھانے پر بیٹھیں گے تو کہیں گے Ladies First۔غرض ہر کام میں وہ عورتوں کا بہت احترام کرتے ہیں۔اس بارہ میں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک انگریز اپنی بیوی اور سالی کو لے کر رات کو سینما دیکھنے گیا۔ جب واپس

آئے تو دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ شبہ پڑا کہ اندر چور ہے۔ مرد کچھ ڈرپوک تھا وہیں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا لیڈیز فسٹ عورتیں آگے چلیں لیکن اس کی سالی بجائے گھر میں داخل ہونے کے واپس چل پڑی اور کہنے لگی کہ مَیں پولیس میں اطلاع دینے جارہی ہوں۔ ان کی بیوی بھی اس کے پیچھے چل پڑی کہ مجھے وہاں کمرہ کا سامان بتانا ہوگا مَیں بھی جاتی ہوں۔ اس پر مرد گھبرا گیا اور بولا کہ مَیں تم کو اکیلے نہیں جانے دیتا چلو مَیں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ لیکن ہمارے ہاں خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہمارے مرد ایسے نہیں کہ وہ خود پیچھے بیٹھ رہیں اور عورتوں سے کہیں کہ تم آگے بڑھو۔ کوئی ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ جب مرد تمام کے تمام مارے جائیں۔ اُس وقت عورتوں کا کام ہے کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں۔ اور ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے۔ لیکن جب تک مرد موجود ہیں ہماری جماعت کا یہ طریق نہیں کہ وہ عورتوں کو بھی نعرے لگوائیں۔ ہاں جب مرد فنا ہو جائیں تو پھر بے شک عورتیں آگے آئیں اور دین کے جھنڈے کو بلند رکھنے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں۔ لیکن عام حالات میں اُن کا یہ کام نہیں کیونکہ ان کے ساتھ حاملہ ہونے اور حائضہ ہونے کے جو عوارض ہیں وہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں گھر بیٹھنے کے لئے بنایا ہے۔ پس جب تک ایک مرد بھی زندہ ہے اس کا کام ہے کہ وہ عورتوں کی حفاظت کے لئے جان دیدے۔ اس کے بعد عورتیں بے شک میدان میں آئیں کیونکہ وہ بھی خدا کی بندیاں ہیں اور دین کے جھنڈے کو بلند رکھنا اِن کا بھی فرض ہے۔ اس لئے وہ لڑتی ہوئی میدانِ جنگ میں ہی جان دیدیں لیکن دین کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیں۔ بہرحال اِس وقت مخاطب دونوں ہیں۔ مرد بھی میرے مخاطب ہیں اور عورتیں بھی میری مخاطب ہیں لیکن زیادہ ذمہ داری مردوں پر ہے۔ اس سے اُتر کر عورتوں پر ہے۔ عورتوں میں سے بھی جو صاحبِ جائیداد ہوں اُن کو چاہیئے کہ وہ اپنی جائیداد کا ایک فیصدی دیں اور جن کو خاوند کچھ رقم بطور جیب خرچ دیتے ہیں وہ اس کے برابر دیں اور جن کی جائیداد آمد سے زیادہ ہے وہ جائیداد کا حصہ دیں کیونکہ مومن ہمیشہ قربانی کی زیادتی کو پسند کرتا ہے کمی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اور جس کی ماہوار آمد جائیداد سے زیادہ ہے وہ ماہوار آمد دے اور جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ دونوں ہی پیش کر دیں۔ یہ وقت جماعت کے امتحان کا ہے۔ ہر فرد کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اس امتحان میں کامیاب ہو۔ ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر وقف کرنے والے بھی واقفین کی صف اوّل میں کھڑے ہوں گے۔ اور جو لوگ

وقف نہیں کریں گے ہم اِن سے جائیداد کا 1/2 فیصدی اور ماہوار آمد کا 1/2 لیں گے۔ اُن سے جائیداد کا ایک فیصدی اور پورے مہینے کی تنخواہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ غیر واقفین ہیں اور جو لوگ باوجود اس نازک وقت کے حصہ نہیں لیں گے ہم آئندہ ان کو کسی ہنگامی تحریک میں شامل نہیں کریں گے۔ قرآن کریم بھی ایسے لوگوں کے متعلق یہی فرماتا ہے کہ اِن لوگوں کو کہہ دو کہ تم ہمارے ساتھ جہاد کے لئے مت نکلو ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔ 6 لیکن ایسے لوگوں کو اسلام سے نہیں نکالا۔ اس لئے ہم بھی ایسے لوگوں کو جماعت سے نہیں نکالیں گے لیکن آئندہ ان کو ایسی تحریک میں شامل نہیں کریں گے۔

نادان کہے گا کہ اُن کے تو مزے ہو گئے کہ اُن کو کچھ بھی دینا نہ پڑا۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ مومن کے لئے اِس سے بڑھ کر اَور کوئی عذاب نہیں کہ اسے قربانی کرنے سے محروم کر دیا جائے۔ اس کے لئے وہ دوزخ کے عذاب سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ کیونکہ مومن قربانی کو سب سے بڑا انعام سمجھتا ہے۔ اُس کے لئے دوزخ آسان ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ قربانی پیش کرے اور اُسے رد کر دیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہمیں اس قسم کا ایک واقعہ نظر آتا ہے۔ ایک شخص جو بہت غریب تھا وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے تا کہ مَیں بھی مالی قربانیوں میں حصہ لے سکوں۔ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس کے مال میں اتنی برکت پیدا ہو گئی کہ چند سالوں میں ہی اس کے پاس اتنا مال ہو گیا کہ اس کے جانوروں سے ایک وادی بھر جاتی تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقرر کردہ آدمی اُس کے پاس زکوٰۃ لینے کے لئے گیا تو اس نے کہا جب دیکھو چندہ مانگنے کی ہی فکر رہتی ہے۔ ان جانوروں کو کھلائیں پلائیں یا تمہارے لئے چندے کا انتظام کریں۔ وہ آدمی واپس آ گیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں آدمی نے آج مجھے اس قسم کا جواب دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا آئندہ اس سے کبھی زکوٰۃ نہ لی جائے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے اندر ابھی ایمان کی کوئی چنگاری باقی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ اگر اس سے جبراً زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جاتا تو اس کے اندر ضد پیدا ہو جاتی اور وہ چنگاری بجھ جاتی مگر اسے سزا دی گئی زکوٰۃ نہ لینے کی اور وہ سمجھ گیا کہ میرے لئے سب سے بڑی چوٹ یہی ہے کہ آئندہ کے لئے مَیں ثواب سے محروم کر دیا گیا ہوں۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ وہ شخص بعد میں اپنا زکوٰۃ کا مال حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے کر آتا لیکن آپ اس کے قبول کرنے سے انکار کر

دیتے۔لکھا ہے کہ اس کے پاس اتنا مال زکوٰۃ کا جمع ہو گیا تھا کہ اس کے زکوٰۃ کے جانوروں سے ایک وادی بھر جاتی تھی لیکن جب وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس مال لے کر آتا تو آپ فرماتے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ نہیں لی مَیں کس طرح لے سکتا ہوں۔ وہ روتا ہوا واپس چلا جاتا۔7 پس یہ مت سمجھو کہ ہم کمزوروں کے لئے راستہ کھول رہے ہیں بلکہ ہم تو ان کے ایمان کی چنگاری کو سلگا رہے ہیں۔ہمیں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے۔وہ ہمارے کاموں کا نگہبان ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں قربانی کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے وہ انعام سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے۔پس ہماری جماعت کو اپنی قربانی کے معیار کو بہت بلند کرنا چاہیئے اور میرے نزدیک مومن کے لئے سب سے بڑی سزا یہی ہے کہ اس کا چندہ قبول نہ کیا جائے۔ہم اس کا ماہوار چندہ واپس نہیں کریں گے لیکن خاص چندوں میں وہ شریک نہیں ہو سکے گا۔ دنیا داروں کے نزدیک تو سزا یہ ہوتی ہے کہ وہ کہتے ہیں جو شخص دینے سے گریز کرتا ہے اس سے دوگنا وصول کرو لیکن ہم اس کو یہ سزا دیتے ہیں کہ آئندہ اس کا چندہ قبول نہ کیا جائے۔ قادیان والوں کو تو یہ کام جھٹ پٹ کر دینا چاہیئے ان کیلئے تو ڈیڑھ ماہ کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے حیرت ہے کہ اب تک انہوں نے اس کام کو کیوں نہیں کیا۔عورتوں کے متعلق مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ بے تحاشا دوڑ دھوپ کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔مردوں کو بھی چاہیئے تھا کہ وہ بھی رات دن ایک کر کے اس کام کو سرانجام دیتے۔یہ کتنا ایمان پرور نظارہ ہوتا کہ ایک بھائی کے دروازے پر دوسرا بھائی ایک دو بجے رات کے دستک دیتا اور اسے جائیداد وقف کرنے یا حصہ آمد ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا۔اب بھی تمہارے لئے موقع ہے دو تین دنوں میں یہ کام کر کے فہرستیں پیش کر دو تا کہ باہر کے لوگ یہ محسوس کریں کہ قادیان والوں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔تمہاری ذمہ داریاں دوسرے مقامات والوں سے بہت زیادہ ہیں۔

مقاماتِ مقدسہ اور تعلیمی اداروں کا فائدہ بھی تمہیں ہی سب سے زیادہ پہنچتا ہے۔ باہر کے لوگ تو صرف تمہارے ساتھ ایمان میں شریک ہیں۔تم ایمان میں بھی اور جان میں بھی دونوں میں شریک ہو۔اس لئے تمہاری ذمہ داریاں باہر والوں سے بہت زیادہ ہیں۔ایسا نہ ہو کہ باہر والے قربانی میں بڑھ جائیں اور تم پیچھے رہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک قادیان کے لوگ پیچھے کبھی نہیں رہے۔اور مجھے امید ہے کہ اب بھی قادیان کے لوگ دوسروں سے پیچھے نہیں رہیں گے کیونکہ قادیان اللہ تعالیٰ کے رسول کا تخت گاہ ہے۔

پھر مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ زیادہ سے زیادہ وصیتیں کرواور کوئی مرد اور عورت ایسا نہ رہے جو موصی نہ ہو۔ اپنے ایمان اور اخلاص میں ترقی کرو۔ نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ مَیں یہ بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کے چندے کا دوسرے چندوں پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ماہوار چندوں یا وصیت کے چندوں یا تحریک جدید کے چندوں میں کمی واقع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حق دبا کر دوسرا حق ادا کرنا کبھی بھی فائدے کا موجب نہیں ہوتا۔ اس طرح ثواب کم ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالو۔ صحابہؓ کو دیکھو کہ وہ تم سے بہت تھوڑا کھا کر اور بہت تھوڑا پہن کر زندہ رہے۔ تم پر تو ابھی اسکا عشرِ عشیر بھی نہیں آیا۔ صحابہؓ کو مکہ میں تیرہ سال تک سخت سے سخت مصائب کا سامنا رہا اور ان کو سالہا سال تک قربانی کرنی پڑی۔ اب اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ تم کو اس طرح کی قربانی کرنی پڑے گی تو ثواب میں بھی ان کے برابر ٹھہرو گے۔ پس اس ہنگامی چندے کا مستقل چندوں پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ اگر تم کمی کرو گے تو ثواب کو ضائع کرنے والے ٹھہرو گے۔ اس لئے کوشش کرو کہ تحریک کے چندوں اور دوسرے مستقل چندوں میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ تمہارے اپنے مالوں میں اگر کمی واقع ہوتی ہے تو بیشک ہو جائے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے خزانے تمہارے لئے کھولے جائیں گے اور اس کی درگاہ میں تمہارا درجہ بلند کیا جائے گا۔"

(الفضل 16/اپریل 1947ء)

1: لَا تُسْرِفُوْا۔ (الانعام:142)

2: جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج:79) لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:40)

3: مسلم كتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد

4: طٰهٰ:115

5: درثمین اردو صفحہ 58

6: فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا (التوبة:83)

7: اسد الغابہ جلد اول صفحہ 237، 238